ABC Certified
Weekly MASAEL Quetta
مسائل آپ کے اجاگر ہم کرینگے
ہفت روزہ مسائل کوئٹہ
ایڈیٹر: اسرار محمد کھیتران
masaelqta@gmail.com
03136823946
جلد نمبر:22 | 15 اکتوبر تا 21 اکتوبر 2019ء | قیمت 8 روپے | شمارہ نمبر:39

بلوچستان میں ماحولیاتی آلودگی کے تدارک کیلئے حکومتی اقدامات

تحریر: محمد نذیر نور

آج بنی نوع انسان کو جن بڑے خطرات کا سامنا ہے ان میں ماحولیاتی آلودگی کو سب سے زیادہ اور بڑا خطرہ قرار دیا گیا ہے اللہ تعالی نے تخلیق کائنات کے وقت انسان کو سورج کی شعاعوں کے مضر اثرات سے بچانے کے لیے اوزون کی ایک تہہ کا حصار زمین کے گرد باندھ دیا تھا لیکن انسانوں کی غفلت، لاپروائی اور ترقی میں سبقت کے نام پر لاتعداد فیکٹریاں، کارخانہ جات قائم کرنا، شہروں میں لاتعداد گاڑیوں اور گرین ہاؤس گیسز وغیرہ اوران کے بے دریغ استعمال نے اس تہہ کو آج کمزور کردیا ہے۔ جس نے کرہ ارض پر موسموں کے مزاج تبدیل کر کے رکھ دیے ہیں۔ ان موسموں کے مزاج میں تبدیلی کے اثرات انسانوں کے ساتھ ساتھ حیوانوں اور آبی حیات کی زندگیوں کو بھی متاثر کر رہا ہے۔ گرمیوں میں گرمی کی شدت میں اضافہ اور دورانیہ بڑھتا جا رہا ہے جس سے لاکھوں سالوں سے موجود گلیشیر ز کے پگھلنے کی رفتار میں تیزی آ رہی ہے اسی وجہ سے پینے کے صاف پانی کے ذخائر ختم اور سمندری طوفانوں کا خطرہ بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان کو درپیش خطرات میں دہشت گردی کے بعد ماحولیاتی آلودگی دوسرا سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کے اعتبار سے پاکستان دنیا بھر میں تیسرے نمبر پر ہے جہاں ماحولیاتی آلودگی کی صورتحال انتہائی خطرناک حدوں کو چھو رہی ہے نیشنل کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 40 فیصد اموات ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ جس میں یرقان، ٹائیفائیڈ، سانس کی بیماریوں سمیت دیگر خطرناک بیماریاں شامل ہیں۔ اسی سنگین صورتحال کے پیش نظر دنیا بھر میں ماحول کے تحفظ اور بنی انسان کو بچانے کے لئے لوگوں کو آگاہی اور خطرات سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ پاکستان میں ماحولیاتی آلودگی کے سنگین مسائل کے دیکھتے ہوئے وفاقی حکومت نے پلانٹ فار پاکستان کے نام ایک ملک گیر مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے جس کا افتتاح وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان صاحب نے پودہ لگا کر کر دیا ہے اس مہم کے سلسلے میں ملک بھر میں آئندہ پاکستان سالوں میں تقریباً 10 ارب پودے لگانے کا ہدف مقررہ کیا گیا ہے۔ یہ درخت اور پودے جہاں ماحول کو صاف ستھرا رکھنے میں مددگار ثابت ہونگے وہی ماحولیاتی آلودگی کے اثرات کو بھی کم کرنے میں مدد دیں گے۔ آج دنیا فضائی آلودگی کی وجہ سے شدید متاثر ہو رہی ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ فضائی آلودگی کا مسئلہ سنگین رخ اختیار کرتا جا رہا ہے دنیا کے تمام بڑے اور کاروباری شہر آج فضائی آلودگی کا شکار ہو چکے ہیں جن کی بڑی وجہ صنعتوں کے قیام، گاڑیوں کے بے جا استعمال اور ان سے نکلنے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ، کاربن مونو آکسائیڈ، نائٹروجن آکسائیڈ اور سلفر ڈائی آکسائیڈ گیسوں کا اخراج ہے جس نے ان شہروں میں بسنے والے کروڑوں لوگوں کی زندگیوں کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے اور آج انہیں سانس، جلد، آنکھوں، سینے کے علاوہ بعض دیگر تنفسی موذی مرض لاحق ہو رہے ہیں دوسری جانب فضائی آلودگی کی وجہ سے عالمی سطح پر حدت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے عالمی ادارہ صحت کے مطابق دس میں سے نو افراد آلودگی کی وجہ سے مختلف قسم کی چھوٹی بڑی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ کارخانوں اور گاڑیوں سے نکلنے والی مضر گیسوں سے سالانہ لاکھوں افراد مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر موت کے منہ میں جا رہے ہیں اسی طرح کوڑا کرکٹ اور کچروں کو جلانے سے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ نکل رہی ہے وہ ماحول کو زہر آلود بنا دیتی ہے۔ جنگلات اور درخت ماحول کو صاف ستھرا اور آلودگی سے پاک رکھنے والے بہترین ذرائع ہیں جو کہ فضا کو خوبصورت اور انسان کو غذائیت فراہم کرنے کے علاوہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر کے ماحول اور ہوا کو صاف رکھتے ہیں درختوں کی بہتات بارشوں کا سبب بنتی ہے لیکن انسانوں نے اپنے انہی دوستوں کو کاٹ کر عماراتی غرض اور ایندھن کے طور پر بے دریغ استعمال کیا جس کی وجہ سے آج آلودگی میں اور بھی اضافہ ہوا۔ انسان اپنی لاپروائی سے فضا کے ساتھ ساتھ پانی کو بھی آلودہ کر کے اپنے اور آبی حیات کیلئے ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہا ہے گھروں، عمارتوں اور کارخانوں کے پانی کو بغیر ری سائیکل کے بہا دیا جاتا ہے جس سے سمندر اور دریاؤں کا پانی آلودہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے دریاؤں اور سمندر میں کئی آبی حیات اب ناپید ہوتے جا رہے ہیں اس پانی میں مضر صحت زرات اور مختلف قسم کے کیمیکل موجود ہوتے ہیں جو کہ ٹائیفائیڈ اور دیگر بیماریوں کا موجب بنتے ہیں جس سے آلودگی کے اثرات واضح طور پر نظر آ رہے ہیں کینسر اور اس جیسے دوسرے امراض اسی کا دین ہیں کیونکہ سمندروں اور دریاؤں میں روزانہ 450 ملین گیلن بغیر ری سائیکل پانی شامل ہونے سے صاف اور پینے کے پانی کے ذخائر کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ کوئٹہ شہر میں ماحولیاتی آلودگی ایک سنگین مسئلہ بن چکی ہے لیکن خوش قسمتی سے ہم ابھی اس پوزیشن میں ہیں کہ اس مسئلہ پر قابو پا سکتے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی سے ملک کے دیگر حصوں کی طرح بلوچستان بھی شدید متاثر ہو رہا ہے۔ لہذا صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کی پیروی کرتے ہوئے پلانٹ فار بلوچستان کے نام نے ایک خصوصی مہم شروع کر دی ہے جس کا افتتاح وزیر اعلیٰ بلوچستان میر جام کمال خان نے چنار کا درخت لگا کر شروع کر دیا ہے۔ صوبے میں دو مرتبہ شجرکاری کے سلسلے میں درخت لگائے جاتے ہیں اس مہم کے تحت بلوچستان بھر میں 10 لاکھ سے زائد درخت اور پودے لگانے کا ہدف رکھا گیا ہے جن میں سے ایک لاکھ پودے لگائے جا چکے ہیں جبکہ دیگر آئندہ سیزن میں مزید نو لاکھ پودے لگائے جائیں گے۔ اس مہم میں محکمہ جنگلات اور دیگر متعلقہ ادارے شامل ہیں۔ صوبے میں ایسے درخت اور پودے لگائے جائیں جو کہ یہاں کے خشک موسموں سے مطابقت رکھے اور لگائے گئے درختوں کی نگہداشت کے لئے بھی اقدامات کئے جائیں کیونکہ درخت ماحولیاتی آلودگی میں کمی کے ساتھ ساتھ بارشوں میں اضافہ اور گرمی کی شدت کو کمی کرتی ہے۔ کوئٹہ شہر میں آلودگی کی بڑی وجہ پرانی بسیں، ناقص پٹرول اور گاڑیوں کی بہتات ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ شہر میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں پر پابندی لگائی جائے اور مالکان کو تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنی گاڑیوں کی مناسب دیکھ بھال کریں ورنہ بھاری جرمانے عائد کئے جائیں گے۔ شہر میں مختلف فیکٹریاں قائم ہیں جن سے دھواں گندے اور مضر صحت پانی کا اخراج ہوتا ہے جس سے ماحول پر برے اثرات پڑ رہے ہیں اس لئے تمام فیکٹری مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ پانی کے بغیر ابتدائی ٹریٹمنٹ کا اخراج نہ کیا جائے۔ شہر میں یومیہ کچرہ تقریباً 7000 ٹن سے زائد جمع ہوتا ہے جو شہر کے مختلف علاقوں میں پھیلا ہوتا ہے اور یہ شہر کی خوبصورتی میں بدنماہ داغ کی وجہ بنتا جا رہا ہے جبکہ ان کچروں کو جلانے سے خطرناک گیسوں کا اخراج بھی ہوتا ہے جو کہ یہاں کے باسیوں کیلئے کئی مہلک بیماریوں کا مرتکب بنتا ہے۔ لہذا کوڑا کرکٹ کو بروقت ٹھکانے لگانے کے علاوہ ایسی پالیساں بنائی جائیں جو کہ شہر کی بہتری اور خوبصورتی کیلئے موثر ہوں۔ بطور ایک ذمہ دار شہری اور صحافی ہونے کے لوگوں کو ان خطرات اور درپیش مسائل سے آگاہ کرنا، لوگوں کے رویوں اور نظریات میں تبدیلی کے لئے ماحول اور ترقی کے سلسلے میں ان مسائل کے حوالے سے مسلسل آگاہی فراہم کرنا بے حد ضروری ہے۔ آج ہمارے ملک کو جن چیلنجز کا سامنا ہے ان میں آبادی میں اضافہ، غربت، ماحولیاتی اور دیگر خطرناک مسائل ہیں ان سے متعلق معاملات، وسائل کے جائز استعمال کو جاننا اور بے دریغ استعمال کو روکنا ضروری ہے لوگوں کو وسائل کے ضیاع کے بارے میں بھی آگاہی حاصل ہونا ضروری ہے۔ ماحول کو بہتر کرنے کیلئے جتنی ذمہ داری قومی لیڈروں اور سیاسی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے اتنی ہی ذمہ داری عام آدمی پر بھی لاگو ہوتی ہے۔

چیف ایڈیٹر وپبلشر محمد اسحاق نے سعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ مسائل کوئٹہ آرٹ سکول روڈ کوئٹہ سے شائع کیا۔فون نمبر: 081-2822725

ڈپٹی ایڈیٹر: غضنفر محمد کھیتران
چیف رپورٹر: نثار محمد کھیتران

آپ بھی لکھ سکتے ہیں

سیاسی ،سماجی معاشی موضوعات کے مطلق اپنی مختصر مگر جامع تحریریں صاف ستھرے انداز میں ہمیں بھیجیے ہم انہیں اپنے اخبارات کی زینت بنائیں گے۔
رابطہ نمبر: 03327865920
واٹس ایپ: 03136823946
Email: masaelqta@gmail.com
(ادارے کا کالم نگاروں / مضمون نگاروں کی ذاتی رائے اور ان کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں)ادارہ

ملک پر رحم کریں۔

دنیا کے اکثر ممالک اپنے آئین اور قانون پر عمل کرتے ہوئے جمہوریت اور دیگر نظامہائے کے تحت ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اپنی سائنسی ترقی کے جھنڈے گاڑھ چکے ہیں اور بعض ممالک چاند پر پہنچ چکے ہیں۔امریکہ، جاپان، چین، ترکی، یورپین ممالک ،عرب ممالک اور دیگر بہت سے ممالک نے اپنے ریاستی ادارے مضبوط کیے اور وہ اپنے نظامہائے کے تحت اپنی عوام کی خوشحالی میں دن بدن اضافہ کرتے ہوئے انہیں انصاف ، تعلیم، صحت، روزگار، ضروریات زندگی، بیروزگاری الاونس اور سوشل سیکورٹی کے تحت بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ تمام آسائشیں فراہم کررہے ہیں۔ہمارے ہمسائے میں عوامی جمہوریہ چین جو کہ پاکستان کی آزادی کے دو سال بعد آزاد ہوا تقریباً ڈیڑھ ارب آبادی کا یہ ملک آج معاشی طور پر استحکام حاصل کرکے دنیا میں اپنا ایک عظیم مقام بنا چکا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں 1947ء سے اب تک نظام حکومت ہچکولے کھاتے ہوئے کبھی ڈکٹیٹرشپ، کبھی نیم جمہوری اور کبھی سلیکٹڈ حکومتوں کے تحت چلایا جارہا ہے۔ہمارے ملک کے سیاستدان، جرنیل، ججز،میڈیا ہاوسز کے مالکان،سرمایہ دار، جاگیردار، سردار،نواب،خان، چوہدری، وڈیرے،فرقہ پرست مولوی اور نسلی ولسانی تقسیم کے رہبروں نے ریاست کے تمام وسائل کو اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے اور یہ تمام وسائل ان لوگوں کے درمیان تقسیم ہورہے ہیں۔ان کی اولادیں اور اثاثہ اندرون ملک شہزادوں کے طرز کی زندگی گزار رہے ہیں اور بیرون ملک بھاری دولت کے ساتھ عیاشی کررہے ہیں اس طبقے کی جائیدادیں اور

تحریر: محمد رمضان اچکزئی

دولت بیرونی ممالک میں ہیں جبکہ حکمرانی یہاں کررہے ہیں ان کے بچے تعلیم اور علاج ومعالجے کیلئے بیرون ممالک آتے جاتے رہتے ہیں چونکہ یہ تمام لوگ اس ملک کی جمہوریت اور ڈکٹیٹرشپ میں حصہ دار رہتے ہیں اور انہی لوگوں نے ملک کو اندرونی وبیرونی قرضوں میں جکڑ دیا ہے۔اسی طبقے کی وجہ سے ملک کی معیشیت زبوں حالی کا شکار ہے،ڈالر کی قیمت جو 1947ء میں ایک روپے کے برابر تھی آج 156 روپے سے اوپر ہے، پرائیویٹ اداروں کے ذریعے تعلیم اور علاج عام شہریوں کی دسترس سے باہر کردیا گیا ہے، عام شہری بے روزگاری اور مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں،ان کے پاس سر چھپانے کیلئے جھونپڑی، کھانے کیلئے روٹی اور پہننے کیلئے کپڑے نہیں ہیں،بجلی اور گیس بھی ان کی دسترس سے باہر ہوچکی ہے ایسے حالات اور بیرونی ممالک کے دباؤ، ہمسایہ ممالک کے ساتھ لڑائیاں،اندرون ملک سیاسی اور گروہی انتشار ہوں تو ملک کیسے ترقی کرسکتا ہے۔ملک کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے علماء اکرام کے مطابق رزق اللہ دیتا ہے لہٰذا آبادی پر کنٹرول ناجائز ہے لیکن اس آبادی کو رزق کے ساتھ ساتھ تربیت کی بھی ضرورت ہے اور تربیت نہ ہونے کی وجہ سے یہ آبادی اسلام اور انسانیت کی حقیقی سوچ سے ہٹ کر ایک خودسر آبادی کی شکل اختیار کرچکی ہے جس سے اسلام اور انسانیت کی بدنامی اور معاشرے میں افراتفری بڑھ رہی ہے۔موجودہ انتہائی گھمبیر صورتحال میں ملک کے وسائل پر قابضین طبقے کا فرض بنتا ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے وسائل اس ملک پر قربان کرکے ملک کے بیرونی اور اندرنی قرضوں کی ادائیگی کریں اس کے علاوہ ملک کی معیشیت کو ترقی دینے کیلئے انصاف پر مبنی ایسے قوانین بنائے جائیں جس میں اعلیٰ طبقے کے اوپر ٹیکس لگا کر امور مملکت کے مالی وسائل میں بہتری لائی جائے اور پسے ہوئے طبقے کیلئے سہولیات مہیا کی جائیں۔آج ملک میں سیاسی عدم استحکام اور مزید افراتفری پیدا کرنے سے ملک کی سلامتی کو خطرات لاحق ہوسکتے ہیں،تمام طبقات مل کر ملک پر رحم کریں اور اس ملک کو مزید انتشار سے بچانے اور اس کی معیشیت میں بہتری لانے کیلئے عملی اقدامات اٹھائیں۔وزیراعظم عمران خان اور ان کی پارٹی اکیلے پرواز کرنے کے بجائے تمام سیاسی قوتوں،قومی اداروں اور تمام طبقات سے اہم قومی امور پر ڈائیلاگ کا راستہ کھولیں اور متفقہ طور پر انصاف،احتساب اور ملک میں اونچ نیچ کے خاتمے کیلئے ایسے قوانین بنائیں جن پر تمام طبقات متفق ہوں اور آئین اور قانون کی حکمرانی اور حقیقی جمہوریت جس میں عوام کے ووٹوں کی قدر ہو اس کی شفافیت کو یقینی بنانے کیلئے بھی ڈائیلاگ کیے جائیں۔اب مزید یہ وقت نہیں ہے کہ اسٹیبلشمنٹ حکومت بنائے ،حکومت گرائے ، عدلیہ عوامی اعتماد پر پورا نہ اترے،میڈیا دولت کا پجاری بن کر کاروباری فائدے کو دیکھتے ہوئے حکومتوں کو گرانے اور بنانے میں کردار ادا کرے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام طبقات اور ادارے ایمانداری اور مخلصی سے ملک کے مفاد میں مل کر انا پرستی،ضد پرستی، خود غرضی اور مفاد پرستی کو چھوڑ کر قومی مفاد میں فیصلے کریں۔اس وقت حکومت کو بھی اپنا سخت موقف تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور اپوزیشن کو بھی آزادی مارچ جیسے انتہائی اقدام سے دریغ کرنا چاہیے کیونکہ اس وقت ملک بیرونی اور اندرونی دشمنوں کے ٹارگٹ پر ہے اور کسی معمولی غلطی سے بھی ملک میں افراتفری اور شام،افغانستان،عراق اور یمن کی طرح خانہ جنگی جیسی صورتحال پیدا ہوسکتی ہے۔ملک کی اکثریتی عوام آئین اور قانون کی حکمرانی، بنیادی حقوق کی پاسداری،تعلیم ،روزگار،مہنگائی وبیروزگاری سے چھٹکارا اور بنیادی ضروریات حاصل کرنے کے آرزومند ہیں اور انہیں اس ملک میں مزید سیاسی انتشار اور افراتفری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔مراعات یافتہ طبقے کی لڑائی میں کہیں بھی عام شہریوں کی تکالیف سے متعلق بات نظر نہیں آرہی بلکہ سیاستدان اپنے اپنے مفادات اور اہداف کیلئے لڑرہے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ایسی صورتحال میں عوام کا فرض ہے کہ وہ مراعات یافتہ کی بلاوجہ کی لڑائیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھیں اور جو بھی طبقہ ایسی لڑائیاں چاہتا ہے اس سے نفرت کا اظہار کریں۔ملک کی ترقی میں ہم سب کی بقاء ہے۔

لیاقت علی خانؒ کا قتل: محرکات اور پس منظر

کہتے ہیں کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں کو گولی سامنے سے نہیں، عقب سے ماری گئی تھی۔جلسہ گاہ میں موجود مسلم لیگی گارڈ بھالوں سے سید اکبر پر ٹوٹ پڑے۔اس کے جسم پر بھالوں کے درجنوں زخم تھے۔اس کا مطلب ہے کہ وزیراعظم کے آس پاس بہت سے مسلح افراد موجود تھے جس سے ناقص حفاظتی انتظامات کی نشاندہی ہوتی ہے۔نجف خاں کے حکم پر حفاظتی گارڈ نے ہوا میں فائرنگ شروع کردی جس سے جلسہ گاہ میں افراتفری پھیل گئی اور زخمی وزیراعظم کو طبی امداد پہنچانے میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔۔ایس پی نجف خاں نے انکوائری کمیشن کو بتایا کہ انہوں نے اپنے ماتحتوں کو ہوائی فائرنگ کا حکم نہیں دیا بلکہ ایس پی نے اپنے ماتحتوں سے جواب طلبی کرلی۔انکوائری کمیشن کے سامنے اس ضمن میں پیش کیا جانے والا حکم 29اکتوبر کا تھا۔تاہم عدالت نے رائے دی کہ ریکارڈ میں تحریف کی گئی تھی۔اصل تاریخ 20 نومبر کو بدل کر 29اکتوبر بنایا گیا مگر اس کے نیچے اصل نومبر کو بدل کر 29اکتوبر بنایا گیا مگر اس کے نیچے اصل تاریخ 20نومبر صاف دکھائی دیتی تھی۔ظاہر ہے کہ نجف خاں نے فائرنگ کا حکم دینے کے الزام کی تردید کا فیصلہ 20 نومبر کو کیا۔سرکاری کاغذات میں ردوبدل ایس پی نجف خاں کے سازش میں ملوث ہونے یا کم ازکم پیشہ وارانہ بددیانتی کا پختہ ثبوت تھا۔انکوائری کمیشن کے مطابق نجف خاں نے ایک ذمہ دار پولیس افسر کے طور پر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی تھی۔اس عدالتی رائے کی روشنی میں نجف خان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی لیکن

تحریر: الیاس محمد حسین

انہیں باعزت بحال کردیا گیا۔وزیراعظم کے جلسے میں ممکنہ ہنگامی صورت حال کے لیے طبی امداد کا کوئی انتظام نہیں تھا حتیٰ کہ کسی زخمی کو ہسپتال لے جانے کے لیے ایمبولنس تک موجود نہیں تھی۔چاروں طرف اندھا دھند گولیاں چل رہی تھیں اور چند افراد اس بھگدڑ میں سید اکبر کو ختم کرنے میں مصروف تھے۔کچھ لوگ ایک وزنی آرائشی گملا اٹھا لائے اور اسے سید اکبر پر دے مارا جس سے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔اس افراتفری میں سید اکبر پر حملہ کرنے والوں کا اطمینان حیران کن تھا۔سید اکبر نے زرد رنگ کی شلوار قمیص پر اچکن پہن رکھی تھی۔یہ خاکسار تحریک کی وردی نہیں تھی۔واردات کے فوراً بعد یہ افواہ کیسے پھیلی کہ قاتل خاکسار تھا بلکہ صوبہ بھر میں خاکساروں کی گرفتاریاں بھی شروع ہوگئیں۔کیا یہ عوام کے اشتعال کو کسی خاص سمت موڑنے کی سوچی سمجھی کوشش تھی؟خواجہ ناظم الدین نتھیا گلی میں تھے جب کہ غلام محمد پنڈی ہی میں تھے۔دونوں نے جلسے میں شرکت کی زحمت نہیں کی۔البتہ وزیراعظم کے قتل کی خبر پاتے ہی یہ اصحاب صلاح مشورے کے لئے جمع ہوگئے۔مشتاق گورمانی کی گاڑی جلسہ گاہ میں اس وقت پہنچی جب نیم مردہ وزیراعظم کو جلسہ گاہ سے باہر لایا جارہا تھا۔وزیراعظم کی موت کی تصدیق ہوتے ہی مشتاق گورمانی ان کے جسد خاکی کو ہسپتال چھوڑ کر اپنے گھر چلے گئے اور اگلے روز کراچی میں تدفین تک منظر عام پر نہیں آئے۔اس سازش کے ڈانڈوں پر غور وفکر کرنے والوں نے تین اہم کرداروں کی راولپنڈی سے بیک وقت دوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔سیکرٹری دفاع سکندر مرزا کراچی میں ٹینس کھیل رہے تھے۔فوج کے سربراہ ایوب خان لندن کے ہسپتال میں تھے اور سیکرٹری خارجہ اکرام اللہ ایک خاص مشن پر ہالینڈ میں بیٹھے اگلے احکامات کے منتظر تھے۔غلام نبی پٹھان (تب جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ) کے مطابق لیاقت علی کے قتل کی نہ تو ایف آئی آر درج ہوئی اور نہ تفتیش کی گئی،چالان پیش کیا گیا اور نہ مقدمہ چلایا گیا۔جسٹس منیر اور اختر حسین پر مشتمل ایک جوڈیشل انکوائری ہوئی مگر اس انکوائری کا مقصد لیاقت علی خان کے قاتلوں کا تعین کرنے کی بجائے قتل سے متعلقہ انتظامی غفلت کا جائزہ لینا تھا۔بیگم لیاقت علی کے مطابق کمیشن کا تقرر حکومت کی دانستہ یا نادانستہ غلطی تھی۔اس کے نتیجے میں پنجاب اور سرحد کے پولیس افسر قتل کی تفتیش پر توجہ دینے کی بجائے غفلت کے الزامات کی صفائی پیش کرنے میں مصروف ہوگئے۔انکوائری کمیشن کے نتائج نہایت مبہم اور بڑی حد تک بے معنی تھے۔مثال کے طور پر :الف) ہم بیان کردہ واقعات کی بنا پر کوئی نتیجہ اخذ نہیں کرسکتے۔معاملہ زیر تفتیش ہے۔تحقیقات کرنے والے افسر کئی نظریات پر غور وفکر کررہے ہیں۔ب) اس ضمن میں تین سازشوں کا سراغ ملا ہے جن میں سے دو کا ایک دوسرے سے تعلق ہے اور تیسری کے متعلق مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان میں خط وکتابت ہو رہی ہے۔ہم نے ان سازشوں کی تفصیل بتانے سے گریز کیا ہے کیونکہ ان کا انکشاف مفاد عامہ میں نہیں ہے۔ج) سید اکبر کا کسی سازش سے تعلق معلوم نہیں ہوسکا، بہرحال ایک قابل پولیس افسر مصروف تفتیش ہے۔ہمارا خیال ہے کہ ایک یا دو سازشوں سے سید اکبر کے تعلق کا پتہ مل جائے گا۔د) اگر سید اکبر زندہ مل جاتا تو ہمیں یقین تھا کہ ہم ایسے بھیانک جرم کے سازشیوں کا اتا پتا معلوم کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔سید اکبر کی موت کے متعلق پولیس رپورٹ میں سب انسپکٹر محمد شاہ کی فائرنگ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔اس چشم پوشی کا مقصد پولیس کی غفلت یا ملی بھگت پر پردہ ڈالنا تھا۔

جامعہ بلوچستان کی صورتحال لمحہ فکریہ سے کم نہیں!!

گزشتہ روز سے صوبے کی اہم ترین علمی درسگاہ جامعہ بلوچستان میں طلبہ کو ہراساں کرنے کے واقعات کی گونج ہرطرف سنائی دے رہی ہے نجی محافل سے لے کر صوبائی اسمبلی کے فلور تک ہرجگہ یونیورسٹی آف بلوچستان کی افسوسناک صورتحال زیر بحث ہے اور ہرکوئی اپنی فہم ودانش کے مطابق اس پر اپنی رائے دیتے ہوئے تجاویز بھی دے رہا ہے اور تجزیے تبصرے بھی ہورہے ہیں معاملہ کچھ یوں ہے کہ گزشتہ روز پہلے پہل سوشل میڈیا پھر الیکٹرانک میڈیا پر ایسی خبریں آئیں کہ بلوچستان یونیورسٹی میں طلبا کو بلیک میل اور ہراساں کرنے کا انکشاف ہوا ہے جس کی تحقیقات بھی آگے بڑھ رہی ہیں وفاقی تحقیقاتی ادارے نے تحقیقات شروع کردی ہیں اس حوالے سے اگرچہ گرفتاریوں کی بھی خبریں چلیں تاہم یونیورسٹی انتظامیہ نے گرفتاریوں کی تردید کی طلبہ تنظیموں اور مختلف سیاسی جماعتوں کی جانب سے طلبہ کو ہراساں کرنے کے واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اس سلسلے میں فوری کارروائی کا مطالبہ کیا گیا خود وزیراعلیٰ میر جام کمال نے نوٹس لیتے ہوئے ہدایت کی ہے کہ ملوث عناصر کو قانون کی گرفت میں لایا جائے سرکاری ذرائع سے جاری ہونے والی خبر کے مطابق وزیراعلیٰ جام کمال نے بلوچستان کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے میں طلباء وطالبات کو بلیک میل اور ہراساں کرنے کے واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے اور اس میں ملوث عناصر کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں تعلیمی اداروں کا تقدس پامال کرنے والے اخلاقی اور شرعی روایات کے دشمن ہیں اور وہ کتنے بھی بااثر کیوں نہ ہوں انہیں معاف نہیں کیا جائیگا وزیراعلیٰ نے آئی جی پولیس کو ایف آئی اے حکام کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہتے تحقیقات میں مکمل معاونت کی فراہمی اور پیش رفت سے آگاہ کرنے کی ہدایت کی ترجمان حکومت بلوچستان لیاقت شاہوانی نے بھی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلوچستان ایک قبائلی معاشرہ ہے جہاں عورت کو اعلیٰ مقام حاصل ہے اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یونیورسٹی جیسی اعلیٰ درس گاہ میں مبینہ طور پر ایسے واقعات کا رونما ہونا ناقابل برداشت ہے صوبائی حکومت ایسے عناصر سے آہنی ہاتھوں سے نمٹے گی انہوں نے کہا کہ معزز عدالت عالیہ کے احکامات پر ایف آئی اے نے تفتیش کی ہے اور واقعہ کی شفاف تحقیقات کی جارہی ہیں۔ایسے واقعات میں ملوث عناصر کو نہ صرف قانون کے مطابق نشان عبرت بنایا جائے گا بلکہ صوبائی حکومت بھی انکے خلاف موثر کاروائی کرے گی ابھی جب یہ سطور لکھی جارہی ہیں اب بھی سوشل اور الیکٹرانک میڈیا پر جامعہ بلوچستان میں طلبہ کو ہراساں کرنے کے واقعات موضوع بحث ہیں جبکہ منگل کو بلوچستان اسمبلی کے اجلاس میں بھی اس معاملے پر خاطرخواہ بحث ہوئی ہے اور ایک عدد پارلیمانی کمیٹی بھی تشکیل دے دی گئی ہے جو وزیراعلیٰ بلوچستان کی تشکیل دی گئی کمیٹی کی معاونت کرے گی یقیناً اس طرح کے واقعات کی بلوچستان جیسے خالص قبائلی اور مذہبی اقدار کے حامل معاشرے میں کوئی گنجائش نہیں تاہم چونکہ بلوچستان میں پہلے سے خواتین کی شرح تعلیم انتہائی کم ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس حوالے سے پروپیگنڈوں اور من گھڑت خبریں پھیلانے سے گریز کرتے ہوئے تحقیقاتی اداروں کو اپنی تحقیقات آگے بڑھانے دیں ہمیں قوی امید ہے کہ حکومت ،انتظامیہ اور متعلقہ ادارے اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے تحقیقات جلد از جلد مکمل کریں گی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو کر رہے گا اور جو بھی مذموم عمل کا حصہ رہا اسے نشان عبرت بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہوگا۔

We will never abandon people of occupied Kashmir, says Army chief during LoC visit

Army chief Gen Qamar Javed Bajwa while visiting troops stationed along the Line of Control (LoC) on Wednesday vowed "to never leave Kashmiris alone" in their fight against Indian oppression.

"Kashmiris in IOJ&K are bravely facing Indian atrocities under continued siege. We shall never leave them alone and play our rightful role at whatever cost," said Gen Bajwa.

Gen Bajwa's remarks came after a briefing by Army officials of the "deliberate targeting of civilians" across the LoC by Indian troops and the response by Pakistan's armed forces.

A day earlier, at least three civilians died and eight others were injured in Azad Jammu and Kashmir after Indian troops resorted to "indiscriminate" shelling from across the LoC.

The heavily militarised LoC which splits the disputed region of Kashmir between India and Pakistan has been constantly witnessing ceasefire violations by the Indian army in a serious breach of a November 2003 truce agreement.

According to Syed Shahid Mohyiddin Qadri, secretary civil defence and state disaster management authority, the latest ceasefire violations have pushed the civilian death toll in the current year to 47.

Apart from them, another 236 civilians sustained injuries in the ongoing year, he said.

Qadri said some 50 houses had also been destroyed and 369 houses and nine shops partially damaged due to Indian shelling. Aside from the above, 11 cattle sheds, four schools, two health facilities, one mosque and 12 vehicles also suffered partial damages.

کوئٹہ شہر کے اہم ٹیلی فون نمبرز

پولیس

ریلوے اسٹیشن	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن	92111050
پولیس لائن	9201435
کچلاک پولیس اسٹیشن	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن	9211080
بروری پولیس اسٹیشن	2853610
نیو سریاب پولیس اسٹیشن	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن	2460190
ایمرجنسی سینٹر	15
ایمرجنسی سینٹر (A)	9202555
ایمرجنسی سینٹر (B)	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن	9202730
کرائمز برانچ	9201418
صدر پولیس اسٹیشن	9201435
ٹریفک ایمرجنسی	9201991
سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس اسٹیشن	9211707
سی آئی اے	9202253
ایئر پورٹ پولیس اسٹیشن	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن	9202027
ریونیو آفس سریاب	9211341
سب ڈویژن کراچی	2442834
کچلاک سب ڈویژن	2890075
گوالمنڈی سب ڈویژن	2869001
لیاقت بازار شکایت آفس	9201459
بروری سب ڈویژن	2828400
زرغون آفس	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ	9202003

پی آئی اے

انکوائری	117
ایکس چینج	9201993/9202632
ریزرویشن	9201066
ایئر پورٹ انکوائری	114
ایکسچینج	9203873
ایئر پورٹ ایکسچینج	2880213/6
ٹریفک	2880028

ہسپتال

ایدھی سینٹر	2830861/115
عمر فاؤنڈیشن	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج	9202017
کرسچن ہسپتال	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال	9211087
ریلوے ہسپتال	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم	2853618
چلڈرن ہسپتال	2823705/11
مائیکلو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال	2447183
ایل آر ایچ	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال /ایمرجنسی	137
بی ایم سی	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر	2664461

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ	2841118/920264
سرکلر روڈ	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ	9201629

واسا شکایات

ایکسچینج	9211612
سب آفس مالی باغ	9202299
کواری روڈ	9202846
ایوب اسٹیڈیم	9202708

ٹیلی فون

ہیلپ لائن	1236
شکایات	1218
بلنگ ہیلپ لائن	1200

دیگر اہم نمبرز

پی ٹی وی سینٹر	9202626
ریڈیو پاکستان	9202393
کوئٹہ پریس کلب	2821731
بلوچستان بورڈ	9202791

یونیورسٹی آف بلوچستان، المیہ جنم لے رہا ہے!

تحریر۔ عارف محمود رانا

بلوچستان کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے یونیورسٹی آف بلوچستان میں سامنے آنے والے گزشتہ روز المناک اسکینڈل نے پورے صوبے کو ورطہ حیرت اور افسردگی و سوگ میں ڈالا ہوا ہے، سننے والا سکتے میں رہ جاتا ہے، اپنے بچے بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے اور معاشرہ کا بہترین شہری بنانے کیلئے اس ادارے میں بھیجنے والا ہر شخص پریشان ہے،

صوبائی حکومت، بلوچستان اسمبلی، ہائی کورٹ سمیت ہر فورم پر یہ موضوع زیر بحث ہے، کیسے اتنے بڑے تعلیمی ادارے میں شرمناک حرکات کا یہ سلسلہ گزشتہ کافی عرصہ سے وقوع پزیر ہوتا رہا اور کسی کو خبر نہ ہوئی، اس خبر سے متعلق کچھ نا مکمل تفصیلات گزشتہ ماہ ایک (ذمہ دار) دوست سے ملیں۔ جس سے آگاہی تو مل گئی تھی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے اور تحقیقاتی ادارے ایک بہت بڑا اسکینڈل بے نقاب کرنے جا رہے ہیں، گزشتہ ماہ سے تمام تر کوششیں کرنے کے باوجود اس خبر سے متعلق مزید تفصیلات حاصل نہ ہوسکیں مگر یہ اسکینڈل اس نوعیت کا ہوگا! یہ سوچنا کم از کم بلوچستان جیسے معاشرے میں رہنے والے کسی بھی شہری کیلئے ممکن نہ تھا کہ ایسے قبائلی اور رکھ رکھاؤ والے معاشرے میں جہاں اپنی بہن بیٹی کی عزت کی حفاظت تو جان دے کر کی جاتی ہے، مگر دشمن کی بہن بیٹی کی عزت کی حفاظت کیلئے بھی سر دھڑ کی بازی لگانے سے گریز نہیں کیا جاتا، ایسے معاشرے میں جہاں بزرگ شہری اپنی سے چھوٹی کو بھی ''اماں'' کہہ کر پکارتا اور عزت کے سب سے افضل درجے ماں کے لقب سے نوازتا ہے، جہاں بہن بیٹی کے گزرنے پر نظریں نیچی ہو جاتی ہیں یا راستہ تبدیل کرلیا جاتا ہے۔ جہاں دشمن دار کے گھر کی خواتین کے آنے پر خون معاف کردیا جاتا ہے، جہاں ایک خاتون کی عزت کی خاطر 80 سالہ بوڑھا نواب اکبر خان بگٹی اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے، جہاں کے بازاروں میں بھی حیا جھلکتی ہے، جہاں آج بھی بسوں میں خواتین کیلئے علیحدہ حصہ مقرر ہے، جو ارض وطن کے دیگر حصوں میں دیکھنے کو نہیں ملتا، اس معاشرے میں کوئی ایسا گھناؤنا اقدام کرے گا۔ اور وہ بھی تعلیمی ادارے میں۔

گزشتہ روز اس خبر کے منظر عام پر آنے اور ایف آئی اے کی کارروائی کے بعد جب تفصیلات مختلف ذرائع سے سامنے آنا شروع ہوئیں تو اندازہ ہونا شروع ہوا کہ یہ معاملہ اب یہاں نہیں رکے گا۔

تحقیقاتی ادارے اپنی کارروائی جاری رکھے ہوئے ہیں، یہ المیہ تو گزر گیا اور ذمہ داران بھی ضرور اپنے انجام کو پہنچیں گے، مگر اس کے بعد کچھ روز میں اس سے بڑا المیہ جنم لینے والا ہے، جس کے تدارک کیلئے وفاقی تحقیقاتی اداروں، حساس اداروں سمیت وفاقی اور صوبائی حکومت کو فی الفور حرکت میں آنا ہوگا، ورنہ ایک ایسی تباہی پھیلے گی کہ ہم چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کر پائیں گے، وہ المیہ یہ جو خفیہ کیمروں سے ویڈیوز بنائی گئیں اور انہیں اپنے شیطانی مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا رہا ہے، ان کے پھیلاؤ کو فی الفور روکنا ہوگا، اگر خدانخواستہ یہ مختلف واٹس ایپ گروپس اور فحش ویب سائٹس پر اپ لوڈ ہونا شروع ہوگئی تو ان ویڈیوز سے متاثرہ ہزاروں بچے اور بچیوں کی جانب سے انتہائی اقدام اٹھائے جانے کا اندیشہ خارج الامکان نہیں۔ ان ویڈیوز میں ان بچے یا بچیوں کا کسی بھی قسم کا کوئی بھی قصور نہیں مگر چند شیطان صفتوں نے اپنی تکمیل ہوس کیلئے یہ جو حرکت کی ہے ان کی سزا انہیں ملنی چاہیئے نا کہ بے قصور بچوں کو، اس المیہ سے انکار ممکن نہیں کہ فحش ویب سائٹس دنیا میں اس وقت بلین ڈالر انڈسٹری ہے اور زیادہ تر کاروبار ڈیجیٹل کرنسی میں کیا جاتا ہے، اور ہوس و لالچ کے پجاری ذرا بھی کسی کی جان و عزت کی پرواہ کیے بغیر ڈالرز کے حصول کیلئے اس قبیح حرکت کو انجام دینے سے گریزاں نہیں رہیں گے، قبل ازیں بھی ایسی کئی وارداتیں رونما ہو چکی ہیں، جن میں مشہور زمانہ اسلام آباد نیٹ کیفے سکینڈلز سر فہرست ہیں، جن کے مختلف ویب سائٹس اور سوشل میڈیا سائٹس پر اپ لوڈ ہونے کے بعد کئی گھروں کے چراغوں نے اپنی زندگی کے دیئے اپنے ہاتھوں بجھا دیئے، اور ان بچے بچیوں کے والدین آج بھی افسوس اور غم کی تصویر بنے ہوئے ہیں، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے ایسی تاریخ بلوچستان میں دہرائی جائے، لہٰذا ایف آئی سمیت تمام متعلقہ اداروں، خاص کر صوبائی حکومت اور وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان جو خود ٹیکنالوجی سے بہت اچھی طرح واقف اور سوشل میڈیا کے استعمال پر بھی کمال رکھتے ہیں، کو ان ویڈیوز کے فی الفور پھیلاؤ کو روکنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ یہ ویڈیوز عام ہوتی ہیں تو پھر وفاقی ادارے کی جانب سے کی جانیوالی تمام تر کوششیں بھی بے سود ہو جائیں گی، قبیح فعل کو انجام دینے والوں کیخلاف کوئی گواہی دینے کیلئے راضی نہ ہوگا، کیونکہ عزت ہر ایک کو پیاری ہے، اور عزت کے ڈر سے کوئی بھی اس واقعہ میں ملوث افراد کو نشان عبرت بنانے میں مدد نہیں دیگا، جس سے معاشرہ کے یہ بھیڑیئے بچ نکلیں گے، مگر قیمت ہمارے معاشرے کو بھگتنا ہوگی کیونکہ تعلیم کے حصول کیلئے بھجوانے والے والدین ہزار بار سوچ کر بھی شاید ہمت نہ کر پائیں کہ اپنی بچیوں کو یونیورسٹی بھجوائیں۔

عوامی حکومت کا عوامی اقدام

وزیراعلیٰ بلوچستان معائنہ ٹیم کے دفتر میں شکایت سیل کا قیام

وزیراعلیٰ بلوچستان کی زیر قیادت صوبائی حکومت نے حالیہ دور میں عوام کی ترقی فلاح و بہبود کیلئے کئی اقدامات کئے ہیں جن میں ترقیاتی اسکیموں کا اجرا اور بیروزگاری کے خاتمے کیلئے صوبائی محکموں میں بھرتیوں کا عمل بھی شامل ہے

شکایت سیل کے قیام کا مقصد

☑ وزیراعلیٰ بلوچستان کی خصوصی ہدایت کی روشنی میں عوامی ترقیاتی منصوبوں کی بروقت اور معیاری تکمیل

☑ صوبائی محکموں میں منظور شدہ ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت بھریوں کا نفاذ

☑ اس حوالے سے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کے دفتر میں شکایت سیل کا قیام عمل میں لایا گیا ہے

☑ جو عوامی شکایت وصول کر کے انہیں فوری طور پر روزانہ کی بنیاد پر متعلقہ/مجاز حکام کو شکایات کے تدارک کیلئے ہدایات جاری کریگا

☑ وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم موصول شدہ شکایات اوران کے ازالہ سے متعلق مجاز حکام کی کارکردگی رپورٹ وزیراعلیٰ بلوچستان کو پیش کریگا۔

فون نمبر 081-9204624 / 081-9204625

فیکس نمبر 081-9204626

پتہ:
چیئرمین وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم بلاک نمبر 4 سول سیکرٹریٹ زرغون روڈ کوئٹہ

عوامی ترقیاتی منصوبوں کی بروقت اور معیاری تکمیل وصوبائی محکموں میں بھرتیوں سے متعلق شکایات وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کے شکایت سیل میں درج کروائی جاسکتی ہیں۔

شکایت کنندہ سے درخواست ہے کہ وہ دفتری اوقات کار کے دوران اپنی شکایت درج کراتے وقت اپنا نام، پتہ، ٹیلی فون نمبر، قومی شناختی کارڈ نمبر ضرور درج کروائے۔
ایسی درخواست تحریری طور پر بھی درج پتہ پر ارسال کی جاسکتی ہے

MG-07/2019-20

وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم حکومت بلوچستان

www.dpr.gob.pk. @dpr_gob dpr.gob @dgpr.balochistan

16اکتوبر عالمی یوم خوراک

عالمی یوم خوراک کے موقع پر اگر ہم اپنے ملک پاکستان کی بات کریں تو پاکستان میں بھی کافی حد تک خوراک کی قلت کا سامنا رہتا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ ماہرین یہ بیان کرتے ہیں

تحریر: عرفان

کہ پاکستان میں دوسرے ممالک کی نسبت فی ایکڑ پیداوار کم ہے جو کہ خوراک کی قلت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ماہرین زراعت کے مطابق مستقبل میں پاکستان کو غذائی قلت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جو کہ کسی بھی وقت ہو سکتا ہے کیونکہ پاکستان میں شعبہ زراعت میں کسانوں کی جدید طریقہ پیداوار سے ناواقفیت ہونا بھی ہے ایک سروے کے مطابق 1990 کے بعد سے، دنیا میں بھوکے لوگوں کی تعداد 200 ملین سے زائد ہے جس کی بڑی وجہ عالمی آبادی میں اضافہ اور غذا کی پیداوار میں کمی بتائی جاتی ہے اسی سروے میں ایک اور بات بتائی گئی ہے کہ 795 ملین لوگ اب بھی رات کو بھوکے سو جاتے ہیں اور 1.2 بلین لوگوں کو غذائیت کا کھانا بھی نہیں مل رہا ہے جو انہیں زندہ رہنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے لیکن اس عمل کو روکنے کے لیے عالمی طور پر بے شمار اقدامات کیے جا رہے ہیں جن میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ 2030 تک دنیا بھر سے خوراک کی کمی کے اہداف ختم کرنا ہے اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک و زراعت کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں 34 ایسے ممالک ہیں جن کے پاس اپنے شہریوں کے لیے کافی خوراک موجود نہیں ہے اور ان میں سے تقریباً سب ممالک کا تعلق براعظم افریقہ سے ہے۔ گزشتہ سال دسمبر میں ان ملکوں کی فہرست میں سوئزرلینڈ کے شامل ہونے سے خوراک کی کمی کا شکار ملکوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک وزراعت کی رپورٹ میں خوراک کی کمی کی وجہ غیر معمولی موسمیاتی سرگرمی النینو سے پیدا ہونے والی خشک سالی اور دنیا کے کئی علاقوں میں سیلابوں اور جنگ کو قرار دیا گیا ہے۔ انٹرنیشنل سینٹر آف کیمیکل اینڈ حیاتیاتی سائنسز (کے یو) ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کہ ''ملک سخت قحط کی طرف آ رہا ہے کیونکہ پانی کی قلت کی وجہ سے آبپاشی کی قلت کم ہو رہی ہے اور پاکستان کے زراعت شعبے نے متعلقہ حکام کی توجہ کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ کھانے کی حفاظت کو یقینی بنانا، مجموعی مالیاتی ترقی کو پیدا کرنے، غربت کو کم کرنے اور صنعتی بنانے کی طرف تبدیل کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے'' اقوام متحدہ نے غذا کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ادارہ برائے خوراک و زراعت کے تعاون سے ہر سال 16 اکتوبر کو دنیا بھر میں عالمی یوم خوراک منانے کا اردہ کیا اس دن کو منانے کا بنیادی مقصد عوام میں خوراک کی کمی کو پورا کرنا اور عوام میں خوراک کی پیداوار میں اضافہ کرنے کا طریقہ کار واضح کرنا ہے شعبہ زراعت میں بہتری لانے کے لیے سب سے زیادہ اہم عمل پانی کی وافر مقدار ہوتی ہے لیکن اگر پانی کی بات کی جائے تو پانی لوگوں کو پینے کے لیے میسر نہیں ہے پانی کی قلت کی مناسب سے واٹرایڈ نامی ایک غیر سرکاری بین الاقوامی تنظیم کے اعداد وشمار کے مطابق چھ کروڑ تیس لاکھ دیہاتیوں کو، جو کہ برطانیہ کی مجموعی آبادی سے زیادہ تعداد ہے، پینے اور روزمرہ کے استعمال کے لیے صاف پانی میسر نہیں ہے۔ اس کی بڑی وجہ ناقص منصوبہ بندی، انفراسٹرکچر کی عدم دستیابی اور دشوار گزار علاقوں میں آبادی ہے واٹر ایڈ رپورٹ نے مزید کہا ہے کہ چین دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے جہاں چار کروڑ چالیس لاکھ لوگوں کو صاف پانی دستیاب نہیں ہے۔ اس کے بعد تیسرے نمبر پر افریقی ملک اتھوپیا اور نائجیریا ہے جہاں چار کروڑ لوگ اس بنیادی سہولت سے محروم ہیں پانی شعبہ زراعت میں ریڑھ کی ہڈی جیسی حثیت رکھتا ہے کیونکہ جب فصل کو بروقت پانی کی فراہمی نہیں ہوگی تو فصل کی پیداوار بھی نہیں ہوگی اور پھر منڈی میں شے نہیں پہنچے گی جس سے عوام میں اس چیز کی فراہمی نہیں ہوگی وہ عمل خوراک کی کمی کا باعث بن سکتا ہے آخر میں اس بات کے ساتھ اختتام کہ کھانے پینے کی اشیاء کو ضائع نہ ہونے دیں جیسا کہ آجکل کے دور میں شادی بیاہ کی تقریبات میں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہی اسلام کا سنہری اصول ہے کہ خوراک کو اپنی ضرورت کے مطابق محفوظ کیا جائے نہ کہ دوسروں کی حق تلفی کر کے اس کے حصے کی خوراک کو ذخیرہ کر لیا جائے۔